پروفیسر قاضی محمد طاہر علی الہاشمی قسط اوّل

قدح مروان رضی اللہ عنہ میں وارد روایات کا تجزیہ

سیدنا مروان بن الحکم رضی اللہ عنہما تاریخ اسلام کی مظلوم ترین شخصیت ہیں، جن کے خلاف ''بے گانے'' تو رہے ایک طرف بعض ''یگانوں'' نے بھی خوب یلغار کی ہے۔ یہ ایسی مظلوم شخصیت ہیں جنھیں دنیا میں آنے سے پہلے ہی ''ملعون'' قرار دے دیا گیا۔ اسی ایک بات سے ان کی زندگی کے اگلے مراحل کا بھی بخوبی اندازہ لگایا جاسکتا ہے ان میں سے بعض اعتراضات والزمات کا ذکر اگلے شماروں میں آرہا ہے۔ یہاں ان کی قدح میں چند روایات کا تجزیہ ہدیہ قارئین کیا جارہا ہے۔ ملاحظہ فرمائیں:

۱. **عن الشعبی قال: سمعت عبد اللّٰہ بن الزبیر وھو مستندا الی الکعبة وھو یقول : ورب ھٰذہ الکعبة لقدلعن رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم فلانا وماولدمن صلبه.**

[مسند احمد تحت مسندات عبداللہ بن الزبیرؓ]

شعبی سے روایت ہے کہ: میں نے عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ کو کعبہ سے ٹیک لگائے یہ فرماتے ہوئے سنا:
اس کعبے کے رب کی قسم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فلاں شخص (یعنی حکمؓ) اور اس کی پشت سے جو اولاد (مروانؓ) ہوئی پر لعنت فرمائی ہے۔

۲. **عن عبداللّٰہ بن الزبیر قال: ان رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم لعن الحکم وولدہ.**

[المستدرک للحاکم جلد ۴، ص ۴۸۱، کتاب الفتن والملاحم تحت ذکر بغض الا حیاء الیٰ رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم]

عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انھوں نے فرمایا:
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے الحکم اور اس کی اولاد پر لعنت فرمائی ہے۔

۳۔ امام بخاری نے صحیح بخاری میں کتاب التفسیر سورۃ الاحقاف آیت ۱۷ کے تحت یہ روایت بیان کی ہے کہ:
حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے مروان بن الحکم رضی اللہ عنہ کو جب مدینہ کا امیر مقرر کیا تو انھوں نے ایک مرتبہ بیعت یزید پر لوگوں کو آمادہ کرنے کے لیے خطبہ دیا۔ اس پر حضرت عبدالرحمٰن بن ابی بکر رضی اللہ عنہ نے اعتراض کیا تو مروان رضی اللہ عنہ نے کہا:
انھیں پکڑو تو وہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے گھر میں داخل ہوگئے اور ظاہر ہے کہ ان کے گھر کسی کو داخل ہونے کی جرات نہیں ہوسکتی تھی۔
پس مروان رضی اللہ عنہ نے کہا:
یہ وہی شخص ہے جس کے بارے میں قرآن کی یہ آیت اتری ہے:

''وَالَّذِیْ قَالَ لِوَالِدَیْهِ اُفٍّ لَّکُمَا اَتَعِدَانِنِیْ''

تو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے پردے کے پیچھے سے فرمایا:

قرآن میں ہمارے بارے میں کچھ نہیں اترا سوائے اس کے کہ اللہ تعالیٰ نے میری برات نازل فرمائی صحیح بخاری میں یہ واقعہ اسی قدر بیان کیا گیا ہے۔ لیکن ''معاندین'' حضرت عبدالرحمٰن بن ابی بکر رضی اللہ عنہ اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی زبانی حضرت مروان رضی اللہ عنہ پر لعنت کرائے بغیر کس طرح چین سے بیٹھ سکتے تھے۔ چنانچہ امام حاکم نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی زبان سے حضرت مروان رضی اللہ عنہ کو یہ جواب دلوایا:

''کذب واللّٰہ ماھوبہ ولکن رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم لعن ابا مروان ومروان فی صلبہ''

[المستدرک جلد۴، کتاب الفتن والملاحم تحت زکرا.بغض الاحیاء انی رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم]

مروان رضی اللہ عنہ نے غلط کہا۔ اللہ کی قسم: بات اس طرح نہیں ہے لیکن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مروان رضی اللہ عنہ کے باپ کو لعنت کی اور مروان رضی اللہ عنہ اس کی پشت میں تھا۔ جبکہ خود حضرت عبدالرحمٰن بن ابی بکر رضی اللہ عنہ کی زبانی حضرت مروان رضی اللہ عنہ کے لیے یہ الفاظ نقل کیے گئے کہ:

''الست ابن اللعین الذی لعنہ رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم ''

[فتح الباری جلد ۸. ص ۵۷۷. تحت رقم الحدیث ۴۸۲۷]

کیا تو لعین کا بیٹا نہیں ہے؟ جس پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے لعنت کی ہے۔

۴۔ امام حاکم نے حضرت حکم رضی اللہ عنہ اوران کی اولاد کے بارے میں یہ روایت بھی نقل کی ہے کہ:

''لعن اللّٰہ الحکم وماولد''

[مستدرک جلد۴، ص ۴۸۱، کتاب الفتن والملاحم]

اللہ نے حکم اوراس کی اولاد پر لعنت کی ہے۔

مولانا مفتی محمد تقی عثمانی صاحب نے پہلے اپنے ایک مضمون میں اس روایت کو ''مشتبہ اور مشکوک'' قرار دیا تھا لیکن بعد میں رجوع کرتے ہوئے اس کی توثیق کر بیٹھے۔ فیا اسفا۔

چنانچہ موصوف فرماتے ہیں کہ:

''یہاں ایک بات کا اعتراف کرنا میں دیانتاً ضروری سمجھتا ہوں اگر چہ وہ براہ راست موضوع سے متعلق نہیں اور وہ یہ کہ:

میں نے مروان رضی اللہ عنہ بن حکم کی مذکورہ روایت پر تبصرہ کرتے ہوئے ضمناً یہ بھی لکھا تھا کہ اس روایت کے آخری الفاظ جن میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد مذکور ہے کہ ''لعن اللّٰہ الحکم وماولد'' بہت مشکوک اور مشتبہ ہیں مجھے اس وقت تک اس حدیث کی تحقیق نہیں تھی۔ ملک غلام علی صاحب کے توجہ دلانے پر میں نے مستدرک حاکم

کی طرف رجوع کیا، ملک صاحب کے دیے ہوئے حوالے کے مطابق اس کے صفحہ ۴۸۱ جلد ۴، پر مجھے یہ حدیث صحیح سند کے ساتھ مل گئی جس کی امام ذہبی نے بھی توثیق کی ہے۔

[ماہنامہ البلاغ کراچی ذی الحجہ ۱۳۹۰ھ، حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ اور تاریخی حقائق ص ۱۷۵۔۱۷۶]

علامہ محمد انور شاہ کاشمیری رحمۃ اللہ علیہ کے داماد مولانا سید احمد رضا بجنوری نے بھی حضرت مروان رضی اللہ عنہ کے خلاف ”فردِ جرم“ میں اس حدیث کا خاص طور پر ذکر کیا ہے کہ اس حدیث کی سند صحیح ہے جس کی توثیق علامہ ذہبی نے بھی کی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حکم اور اس کی اولاد پر لعنت کی ہے۔ ملاحظہ ہو: [انوار الباری جلد ۱۷۔ ص ۱۹۳]

حضرت حکم رضی اللہ عنہ اور حضرت مروان رضی اللہ عنہ پر لعنت سے متعلق مذکورہ بالا تمام روایات کے سرسری مطالعہ سے ہی ایک مصنف مزاج قاری بلا توقف و تامل انھیں ”واہی، لغو، باطل اور موضوع قرار دے گا۔ ان روایات کو صحیح اور درست تسلیم کرنے سے نہ صرف حضرت حکم رضی اللہ عنہ اور حضرت مروان رضی اللہ عنہ کی توہین ہوتی ہے بلکہ اللہ تعالیٰ، نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم، حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا، حضرت عبدالرحمٰن بن ابی بکر رضی اللہ عنہ اور حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ پر بھی بہتان عائد ہوتا ہے۔

مذکورہ روایات میں سے صرف صحیح بخاری کی روایت درست معلوم ہوتی ہے جس میں لعنت کا کوئی ذکر نہیں ہے۔ اور وہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے کردار سے بھی پوری پوری مطابقت رکھتی ہے۔ اس کے مطابق حضرت عبدالرحمٰن بن ابی بکر رضی اللہ عنہ نے اپنے امیر و گورنر سے ایک مسئلہ کے بارے میں احترام ملحوظ رکھتے ہوئے اختلاف کا برملا اظہار کیا ہے جبکہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے اپنی برأت کا حوالہ دیا ہے جس سے کسی مسلمان کو اختلاف نہیں ہوسکتا۔

جہاں تک امام حاکم کی روایات کا تعلق ہے تو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے خلاف ان سے حجت نہیں پکڑی جا سکتی کیونکہ علامہ ابن طاہر مقدس لکھتے ہیں کہ:

”رافضی خبیث کان شدید التعصب للشیعة فی الباطن و کان یظهر التسنن فی التقدیم والخلافة کان منحر فاعن معاویة و آله متظاهرا بذلک و لایعتزر منه.“

[تذکرة الحفاظ للذهبی تحت ابو عبدالله الحاکم]

یعنی امام حاکم ”امام الحدیث“ ہونے کے ساتھ ساتھ رافضی خبیث ہے جبکہ امام ذہبی اور ابن حجر دونوں لکھتے ہیں کہ:

”واللّٰه یحب الانصاف ماالرجل برافضی بل شیعی فقط“

[میزان الاعتدال جلد سوم ص ۶۰۸ لسان المیزان جلد ۵ ص ۲۳۶]

اللہ انصاف کو پسند کرتے ہیں حاکم رافضی نہیں تھے صرف شیعہ تھے۔

ایک روایت میں تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا دونوں پر بہتان تراشا گیا کہ

”ولکن رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم لعن ابا مروان ومروان فی صلبه.“

حضرت مروان رضی اللہ عنہ ہجرت کے دو سال بعد پیدا ہوئے تھے جبکہ حضرت حکم رضی اللہ عنہ ۸ھ میں فتح مکہ کے موقع پر مشرف بہ اسلام ہوئے۔ ظاہر ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے دو ہجری سے پہلے ہی حضرت حکم رضی اللہ عنہ پر لعنت بھیجی ہوگی اور اس وقت وہ حالت کفر میں تھے۔

اگر بالفرض اس روایت کو ”صحیح“ بھی تسلیم کر لیا جائے تو قبول اسلام کے بعد اس کی کیا حیثیت باقی رہ جاتی ہے؟

حالانکہ امام ذہبی نے مستدرک کی مذکورہ روایت کے تحت واضح طور پر یہ لکھا ہے کہ:

”قلت فیه انقطاع محمد لم یسمع من عائشه رضی اللّٰه عنها“

یعنی محمد (ابن زیاد) راوی نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے یہ روایت نہیں سنی۔ بلکہ درمیان میں ایک راوی ساقط ہے جس کے ذریعے یہ روایت محمد راوی مذکور کو پہنچی ملاحظہ ہو۔ [تلخیص مستدرک جلد ۴، ص ۴۸۱]

ایک روایت میں یہ الفاظ بھی آئے ہیں کہ ”اللہ تعالیٰ کی حکم اور اس کی اولاد پر لعنت ہو مگر مومن اس سے مستثنیٰ ہے۔

[المستدرک جلد ۴، ص ۴۸۱، حیات الحیوان، اردو جلد دوم ص ۷۲۸]

اس روایت کی رو سے اسلام قبول کرنے کے بعد یہ حضرات از خود مستثنیٰ ہو گئے ہیں پھر اس حدیث کی رو سے حضرت حکم رضی اللہ عنہ اور حضرت مروان رضی اللہ عنہ پر لعن کی کیا حیثیت ہے؟

اگر اس ”استغنیٰ“ کو بھی نہ تسلیم کیا جائے تو پھر صحیح مسلم کے اس باب کی طرف مراجعت کر لی جائے جس کا یہ عنوان ہے:

”من لعنه النبی ولیس هوا هلا لها فهی له زکوٰة واجر“

یعنی جس پر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے لعنت کی اور وہ لعنت کا مستحق نہ تھا۔ تو اس کے لیے یہ چیز باعثِ رحمت اور اجر ہوگی۔

امام مسلم اس باب کی ابتداء میں حسب ذیل روایات لائے ہیں:

۱۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ دو شخص آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے۔ معلوم نہیں انھوں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے کیا باتیں کیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو غصہ آیا، ان دونوں پر لعنت کی اور ان کو برا بھلا کہا: جب وہ باہر نکلے تو میں نے عرض کیا: یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! ان دونوں کو کچھ فائدہ نہ ہوگا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کیوں، میں نے عرض کیا اس وجہ سے کہ آپ نے ان پر لعنت کی اور اُن کو برا بھلا کہا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تجھے معلوم نہیں میں نے اپنے رب سے یہ شرط کر رکھی ہے کہ اے اللہ! میں ایک بشر ہوں تو جس مسلمان پر میں لعنت کروں یا اس کو برا کہوں تو اس کو پاک کر اور ثواب دے۔

۲۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اے اللہ! میں ایک آدمی ہوں جس مسلمان کو میں برا کہوں یا لعنت کروں یا ماروں تو اس کو پاک کر دے اور اس پر رحمت کر۔

[صحیح مسلم کتاب البر والصلة والادب. باب من لعنه النبی ولیس هو اهلا لها فهی له زکو قواجر]

قول سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا "ولکن رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم لعن ابامروان ومروان فی صلبه" کے متعلق امام ابن کثیر لکھتے ہیں کہ:

"ویروی انها بعثت الیٰ مروان تعتبه وتو نبه وتخبره بخبرفیه ذم له ولا بیه لا یصح عنه"

[البدایة والنهایة جلد۸، ص ۸۹، تذکره عبدالرحمن بن ابی بکر تحت ۵۸ھ]

یعنی جن روایات میں یہ مروی ہے کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے مروان رضی اللہ عنہ کو عتاب اور زجر و توبیخ کی اور ایک ایسی خبر دی کہ جس میں مروان رضی اللہ عنہ اور ان کے والد کے لیے مذمت مذکور تھی تو وہ روایات صحیح اور درست نہیں۔ مولانا تقی عثمانی صاحب نے ملک غلام علی صاحب کی مستدرک حاکم کے حوالے سے جس روایت (لعن اللّٰه الحکم وماولد) کی توثیق فرمائی تھی مفتی اعظم پاکستان مولانا ولی حسن صاحب نے ماہنامہ بینات کراچی (ربیع الثانی ۱۳۹۲ھ) میں اس کا جو بہترین تعاقب فرمایا ہے یہاں اس کا خلاصہ از قلم مفکر اسلام مولانا محمد اسحاق صدیقی سندیلوی نذر قارئین کیا جاتا ہے۔

"مستدرک میں اس قسم کی تین روایتیں مذکور ہیں ایک ام المؤمنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے منقول ہے۔ اس پر حافظ ذہبی رحمتہ اللہ علیہ نے اعتراض فرمایا ہے کہ یہ منقطع ہے کیونکہ اس کا آخری راوی محمد بن زیاد حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کرتا ہے۔ ان کا سماع ام المومنین رضی اللہ عنہا سے ثابت نہیں ہے۔

دوسری روایت حضرت عمرو بن مرہ جہنی رضی اللہ عنہ سے ہے اس میں ایک راوی ابوالحسن ہے جسے حافظ ذہبی نے مجہول لکھا ہے دوسرا راوی معز بن سلیمان ہے جو شیعہ ہے (جبکہ صاحب مستدرک امام حاکم خود بھی شیعہ ہیں۔ از راقم)

منقطع اور مجہول راوی کی روایت محدثین اور علمائے حدیث کے نزدیک قابل قبول نہیں ہے۔

امام حاکم نے دوسری روایت کو صحیح کہا ہے لیکن علمائے حدیث کے نزدیک یہ مسلمہ مسئلہ ہے کہ ان کی تصحیح کا اعتبار نہیں کیا جا سکتا۔ اس لیے کہ انھیں اس بارے میں بہت تساہل ہے۔ چنانچہ حافظ ذہبی نے دونوں روایتوں پر اعتراض کر کے انھیں مردود قرار دیا ہے۔

تیسری روایت حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما سے ہے اسے بھی حاکم نے حسب عادت صحیح کہہ دیا ہے۔ حافظ ذہبی حاکم کا لفظ "صحیح" نقل کر کے اس کی غلطی واضح کرتے ہیں اور فرماتے ہیں کہ:

اس روایت کا مدار احمد بن محمد الدشرینی پر ہے۔ جو ضعیف ہی نہیں بلکہ کذاب بھی ہے۔ ابن عدی اسے کذاب کہتے ہیں۔ ابن ابی حاتم بھی اسے ضعیف قرار دیتے ہیں ان کا بیان ہے کہ ان کا پورا گھرانا روایت میں ضعیف ہے۔

اس روایت میں ایک راوی عبدالرحمٰن بن محمد ہے یہ مدلس ہے اور منکر روایتیں مجہول راویوں سے روایت کرتا ہے۔

مزید یہ کہ حافظ ابن حجر نے الاصابہ میں بسلسلہ ترجمہ حضرت حکم رضی اللہ عنہ اسی قسم کی چند اور روایتیں بھی نقل کی

ہیں اور سب پر نقد فرمایا ہے۔اس کے بعد فرماتے ہیں۔

قال ابن السکن یقال ان النبی صلی اللّٰہ علیه وسلم دعا علیه ولم یثبت ذالک.

[الاصابه الجزء الاول ص ۳۴۵]

ابن السکن نے کہا کہ کہا جاتا ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے (حضرت حکم رضی اللہ عنہ کو) بددعا دی تھی لیکن یہ بات ثابت نہیں ہے۔

اسی سلسلہ کی ایک روایت میں حافظ صاحب نے ایک راوی ضرار بن صرد کے رفض کو بھی ظاہر فرمایا ہے۔

جناب مفتی ولی حسن صاحب کی تنقید ختم ہوگئی جس سے یہ بات واضح ہوگئی کہ سند کے اعتبار سے ان روایتوں میں کوئی جان نہیں ہے اور یہ یقیناً سبائیوں کی وضع کی ہوئی جعلی کہانیاں ہیں۔اس کے بعد مجھے (یعنی حضرت سندیلوی رحمتہ اللہ علیہ) دو لفظ اور عرض کرنا ہیں:

اگر بالفرض ہم ان سب جعلی روایتوں کو صحیح بھی تسلیم کرلیں تو بھی معترض کا مقصد حاصل نہیں ہوسکتا۔

اولاً.....اس لیے کہ ان ہی روایتوں میں سے ایک روایت میں ”**الا المومنین منهم**“ (سوا ان کے مومن افراد کے) الفاظ بھی ہیں۔اس زیادتی کو حسب قاعدہ محدثین سب روایتوں میں تسلیم کرنا پڑھے گا اور اس کے بعد بات ختم ہوجاتی ہے کفر کی حالت میں لعنت کا مستحق ہر کافر ہوتا ہے اس میں کسی کی کوئی خصوصیت نہیں ہے۔(حضرت مروان رضی اللہ عنہ پر تو ان روایات کا اطلاق اس لیے بھی نہیں ہوسکتا کہ وہ اس وقت اپنے والد کی صلب میں تھے اور حضرت حکم رضی اللہ عنہ کے اسلام قبول کرنے کے وقت ان کی عمر صرف ۶ رسال تھی۔از راقم)۔مومن ہونے کے بعد جب وہ زائل ہوگئی تو اس پر طعن کرنے کے کیا معنی ہیں حضرت حکم وحضرت مروان رضی اللہ عنہم مومن تھے۔تو لعنت سابقہ کا ان پر کیا اثر پڑ سکتا ہے اور مومن ہونے کے بعد انھیں ملعون کہنا کس طرح جائز ہوگا؟

ثانیاً...... **بخاری شریف جلد اول کتاب الصلواۃ باب المراۃ تطرح عن المصلی (شیئا من الاذی.** رقم الحدیث ۵۲۰۔از راقم) میں مذکور ہے کہ نبی کریم نے پورے قبیلہ قریش کے لیے بددعا فرمائی جس کے الفاظ یہ ہیں:

(**اللّٰھم علیک بقریش (اللّٰھم علیک بقریش ، اللّٰھم علیک بقریش** ۔یعنی **ثلاث مرات.** از راقم الحروف) اے اللہ قریش کو ہلاک کیجئے (تین مرتبہ فرمایا) کفر کی حالت میں ہلاکت کے معنی غضب الٰہی اور عذاب دائم میں مبتلا ہونے کے ہیں لعنت کے معنی بھی رحمت سے دور کرنے کے ہیں۔دونوں بددعاؤں کا ماحصل ایک ہی ہے۔

معترض (ملک غلام علی) صاحب فرمائیں کہ کیا وہ معاذ اللہ سب قریشیوں کو مغضوب علیہم سمجھتے ہیں۔واضح رہے کہ اس وقت تک قریش کی اکثریت مسلمان نہیں ہوئی تھی۔بنو ہاشم میں بھی بہت کم لوگ مسلمان ہوئے تھے۔اس کا جو جواب ان کی سمجھ میں آئے وہی ان کے اعتراض کا بھی قلع قمع کردے گا۔

ثالثاً......زیر بحث روایت میں ”لعن اللہ“ خبر ہے یا بددعا ہے؟

اگر بد دعا ہے تو لازم آتا ہے کہ وہ قبول نہیں ہوئی کیونکہ حضرت حکم رضی اللہ عنہ اور ان کی اولاد کو ایمان نصیب ہوا۔ اگر اللہ تعالیٰ نے ان پر لعنت فرمائی ہوتی تو ایمان کیسے نصیب ہو جاتا؟ اور اگر خبر ہے تو اشکال یہ ہوتا ہے کہ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خبر خلاف واقعہ کیسے ہو سکتی ہے حالانکہ یہ حضرت بھی ایمان لائے اور ان کی نسل میں لاکھوں مومن پیدا ہوئے۔ حضرت عمر بن عبدالعزیز (بن مروان بن حکم رضی اللہ عنہ) ایسے مومن کامل اور مجدد وقت بھی ان کی نسل میں پیدا ہوئے۔

ان امور سے یہ نتیجہ نکلتا ہے کہ سند سے قطع نظر درایت بھی یہی بتا رہی ہے کہ معترض کی نقل کردہ روایتیں موضوع جعلی اور سبائی کارخانے کی تیار کی ہوئی ہیں۔

معترض علم اور فہم دین سے محروم ہونے کی وجہ سے اس قدر جری ہیں کہ انھوں نے ترجمان القرآن مئی ۱۹۷۱ء میں حضرت مروان رضی اللہ عنہ کے لیے ”لعنت زدہ“ کا لفظ استعمال کیا۔ کاش انھیں اس حدیث نبوی کا علم ہوتا۔ جس میں فرمایا گیا ہے کہ کسی غیر مستحق لعنت پر لعنت کرنے سے وہ لعنت ”خود لاعن“ کی طرف واپس آ جاتی ہے اور وہ ”لاعن“ کے ساتھ ساتھ ”ملعون“ بھی ہو جاتا ہے۔ مشکوۃ باب حفظ اللسان، ص: ۴۱۳۔“

[اظہار حقیقت بجواب خلافت وملوکیت جلد اول ص ۲۶۷۔۲۶۹۔]

سخت حیرت ہے کہ شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی رحمتہ اللہ علیہ نے حضرت مروان رضی اللہ عنہ کو نہ صرف برا کہنے کی اجازت مرحمت فرمائی ہے بلکہ خود بھی اپنے فتاویٰ (عزیزی کامل) میں دو مقامات پر حضرت مروان رضی اللہ عنہ کے اسم گرامی کے ساتھ ”علیہ اللعنۃ“ اور ”شیطان“ تک کے الفاظ تحریر فرمائے ہیں۔ ملاحظہ ہو:

[فتاویٰ عزیزی کامل باب خلافت ص ۲۵۰، باب العقائد ص ۴۱۳، ۴۱۴]

امام حاکم نے حضرت حکم اور حضرت مروان رضی اللہ عنہم کے متعلق بروایت حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ یہ حدیث بھی نقل کی ہے کہ:

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے دور میں جب کوئی بچہ پیدا ہوتا تو اسے دعا و تبریک کے لیے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں پیش کیا جاتا تھا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس کے حق میں دعا فرمایا کرتے تھے۔ چنانچہ جب مروان بن حکم رضی اللہ عنہ کو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں پیش کیا گیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

”ھو الوزغ ابن الوزغ ، الملعون ابن الملعون“

وہ گرگٹ کا بیٹا گرگٹ ہے اور ملعون کا بیٹا ملعون ہے۔

[المستدرک کتاب الفتن والملاحم جلد ۴، ص ۴۷۹، تحت عنوان: ”اذابلغت بنو امیہ اربعین“ حیواۃ الحیوان للدمیری اردو جلد اول ص ۲۱۱، جلد دوم ص ۴۲۹]

علامہ کمال الدین الدمیری (م ۸۰۸ھ) ایک دوسرے مقام پر ”الوزعۃ“ کی تشریح کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ:

”الوزغۃ“ (واؤ، زا غین کے فتحہ کے ساتھ) اس سے مراد ایک معروف چوپایہ ہے اور وہ گرگٹ ہے گرگٹ اور

چھپکلی کی جنس ایک ہی ہے۔ لیکن چھپکلی، گرگٹ سے بڑی ہوتی ہے۔ اہل علم کا اس بات پر اتفاق ہے کہ گرگٹ موذی جانوروں میں سے ایک ہے۔ حضرت ام شریک رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ انھوں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے گرگٹوں کو قتل کرنے کی اجازت طلب کی پس نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اجازت دے دی۔

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے گرگٹ کے قتل کا حکم دیا اور اس کا نام ''فویسق'' (یعنی شیر) رکھ دیا اور فرمایا کہ گرگٹ حضرت ابراہیم کے خلاف آگ میں پھونکیں مار رہا تھا۔ اس طرح کی دیگر روایات بیان کرنے کے بعد موصوف نے بحوالہ مستدرک مذکورہ بالا روایت (**الوزغ ابن الوزغ ، الملعون ابن الملعون** نقل کی) حیواۃ الحیوان اردو جلد دوم ص ۷۲۹۔

سخت تعجب ہے کہ صاحب نبراس مولانا عبدالعزیز پر ہاروی جیسے محقق عالم بھی امام حاکم پر اعتماد کر کے حدیث ''**الوزغ ابن الوزغ الملعون ابن الملعون**'' کو حضرت مروان رضی اللہ عنہ کی مذمت میں لکھ گئے کہ؛

''**وقول النبی صلی اللّٰہ علیہ وسلم حین اتی بہ للتحنیک ھوالوزغ ابن الوزغ الملعون ابن الملعون** ''**رواہ الحاکم فی صحیحہ.**

[**الناھیۃ عن طعن امیر المومنین معاویۃ رضی اللہ عنہ . ص ۴۵**]

اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد کہ (جب مروان کو تحنیک کے لیے لایا گیا) وہ '**وزغ ابن وزغ اور ملعون ابن ملعون**'' ہے۔ اس کو حاکم نے اپنی صحیح (مستدرک) میں روایت کیا ہے۔

کسی اموی صحابی کے خلاف کسی روایت میں امام حاکم کا حوالہ آجائے تو اس کے تشیع کی وجہ سے اس روایت کے باطل ہونے کے لیے اتنی بات بھی کافی ہے لہٰذا یہ روایت قطعاً قابل تبصرہ نہیں ہے الفاظ کی ''بناوٹ'' ہی سے امام حاکم اور علامہ دمیری کا اندرونی بغض ظاہر ہو جاتا ہے۔ حضرت حکم رضی اللہ عنہ کے ہاں حضرت مروان رضی اللہ عنہ کی ولادت ہجرت کے دوسال بعد مکہ مکرمہ میں ہوئی جبکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اس وقت مدینہ منورہ میں تھے۔ علاوہ ازیں حضرت حکم رضی اللہ عنہ خود فتح مکہ کے موقع پر ۸ھ میں مشرف بہ اسلام ہوئے تھے۔ کیا یہ ممکن ہے کہ ایک کافر شخص اپنے نومولود بچے کو مدینہ منورہ لا کر دعا و تبریک کے لیے اسے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں پیش کرے؟

امام حاکم اور ان کے ہم خیال حضرات کا ہر ہر زاویہ کے اعتبار سے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم پر یہ صریح بہتان ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم رضی اللہ عنہ و مروان رضی اللہ عنہ کے بارے میں ''**الوزغ ابن الوزغ، الملعون ابن الملعون** کے الفاظ استعمال فرمائے ہیں۔

سبحانک ھذا بھتان عظیم.

امام حاکم کی جرات و ناروا جسارت ملاحظہ ہو کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم پر بہتان اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی توہین پر مبنی اس روایت کو ''صحیح الاسناد'' کہہ کر معتبر قرار دے رہے ہیں۔

امام ذہبی نے اسی روایت کے تحت اس کا یوں ''پول'' کھولا ہے کہ:

''قلت لاو اللّٰہ ومیناء کذبہ ابو حاتمہ''

میں کہتا ہوں: (کہ حاکم کی یہ بات درست نہیں ہے کہ یہ روایت صحیح ہے) اللہ کی قسم ایسی بات نہیں ہے اور اس روایت کے راوی ''میناء'' کو امام جرح وتعدیل ابو حاتم رازی نے جھٹلایا ہے۔

[تلخیص مستدرک جلد ۴، ص ۴۷۹ تحت روایت ،المغنی فی الضعفاء للذھبی ص ۶۹۱. الجزء الثانی تحت میناء ابن ابی میناء]

امام ابو حاتم رازی نے ''میناء'' کی تکذیب کے علاوہ یہ بھی لکھا ہے کہ:

''روی احادیث فی اصحاب النبی صلی اللہ علیہ وسلم مناکیر لایعبأ بحدیثہ کان یکذب''

[کتاب الجرح والتعدیل جلد ۴ ص ۳۹۵ قسم اول تحت ''میناء'']

''مینا'' (مولیٰ عبدالرحمٰن بن عوف) نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کے بارے میں منکر احادیث بیان کرتا تھا لہٰذا اس کی حدیث کا کوئی اعتبار نہیں کیا گیا۔ وہ جھوٹ بولا کرتا تھا۔

ابن حبان ''میناء'' مولیٰ عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ کے متعلق لکھتے ہیں کہ:

''......وجب التنکب عن حدیثہ''　　[کتاب المجروحین جزء ثانی ص ۳۲۵]

''میناء'' کی روایت سے اجتناب کرنا واجب اور الگ ہونا لازم ہے۔

حافظ ابن حجر ''میناء'' راوی کے متعلق لکھتے ہیں کہ:

''قال الجوزجانی انکر الائمۃ حدیثہ لسوء مذھبہ قال ابن عدی انہ یغلو فی التشیّع قال یعقوب بن سفیان ان لایکتب حدیثہ''

[تھذیب التھذیب جلد ۱۰، ص ۳۹۷. تحت میناء ابن ابی میناء]

ائمہ حدیث نے ''میناء'' کے برے مذہب کی وجہ سے اس کی حدیث سے انکار کیا ہے۔ ابن عدی نے کہا: وہ شیعہ مذہب میں غلو رکھتا تھا اور یعقوب بن سفیان نے کہا: میناء کی روایت کو نہ لکھا جائے اور نہ اس سے روایت قبول کی جائے۔ دشمنان صحابہ نے ایک خاص مقصد کے تحت حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ، حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ، حضرت مروان بن حکم رضی اللہ عنہ اور بنوامیہ کی مذمت میں احادیث وضع کر کے ان کی خوب اشاعت کی جن سے بعض علمائے اہل سنت بھی متاثر ہوئے جبکہ بعض تقیہ باز سُنّی و سلفی نما ''سِفلی''، رافضی وشیعی ''علماء'' نے اس کام میں دشمنان صحابہ کا خوب ہاتھ بٹایا۔ مگر محقق علمائے اہل سنت ہر دور میں ان کی سازشوں کو بے نقاب کر کے اپنا فرض منصبی ادا کرتے رہے۔

علامہ ابن قیم فرماتے ہیں کہ:

''......ومن ذالک الاحادیث فی ذم معاویہ وکل حدیث فی زمہ فھو کذب وکل حدیث فی

زم عمروبن العاص فھو کذب و کل حدیث فی ذم بنی امیة فھو کذب و کذلک احادیث ذم الولید و ذم مروان بن الحکم ''

[المنار المنیف فی الصحیح و الضعیف فصل ۴۷، ص ۱۱۷]

ان موضوع روایات میں سے وہ احادیث ہیں جو حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کی مذمت میں منقول ہیں اور ہر وہ حدیث جو ان کی مذمت میں ہے دروغ اور جھوٹ ہے۔اسی طرح ہر وہ حدیث جو حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ کی مذمت میں ہے جھوٹ ہے۔اور ہر وہ حدیث جو بنوامیہ کی مذمت میں ہے وہ کذب وجھوٹ ہے۔اسی طرح وہ احادیث جو ولید اور مروان بن الحکم رضی اللہ عنہم کی مذمت میں ہیں جعلی جھوٹی اور موضوع ہیں۔

حضرت ملاعلی قاری نے بھی لعن وطعن پر مشتمل ان روایات کو موضوع قرار دیا ہے۔چنانچہ موصوف فرماتے ہیں کہ؛

''ومن ذلک الاحادیث فی ذم معاویه رضی اللّٰه عنه وذم عمروبن العاص رضی اللّٰه عنه وزم بنی امیه وذم مروان بن الحکم رضی اللّٰه عنه ''

[موضوعات ملاعلی قاری ص ۱۰۶ تحت فصل ومحاوضعہ جھلۃ المنتسبین الی السنۃ موضوعات کبیر (الاسرار المرفوعۃ فی اخبار الموضوعۃ) ص ۷۷۴، کوثر النبی صلی اللہ علیہ وسلم از مولانا عبدالعزیز پر ہاروی حصہ دوم تحت بحث احادیث موضوعہ بحوالہ ''مسئلہ اقربانوازی۔رحماء بینھم۔مولفہ مولانا محمد نافع صاحب رحمۃ اللہ علیہ ص ۳۰۴۔۳۰۸]

سخت حیرت ہے کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہ بالخصوص حضرت عثمان رضی اللہ عنہ اور حضرت علی رضی اللہ عنہ معاصرت کے باوجود اس قسم کی احادیث سے آگاہ نہیں ہوسکے اگر وہ ان سے باخبر ہوتے تو حضرت عثمان رضی اللہ عنہ حضرت مروان رضی اللہ عنہ کو اپنا داماد کیوں بناتے حضرت علی رضی اللہ عنہ اپنی بیٹی رملہ کا عقد معاویہ بن مروان بن حکم رضی اللہ عنہ کے ساتھ کیوں کرتے۔حضرت حسن رضی اللہ عنہ کی پوتی (زینب بنت حسن مثنی بن حسن رضی اللہ عنہ) کا نکاح حضرت مروان رضی اللہ عنہ کے پوتے (ولید بن عبدالملک بن مروان رضی اللہ عنہ کے ساتھ کیوں ہوتا؟

حضرت حسن کی ایک دوسری پوتی (نفیسہ بنت زید بن حسن رضی اللہ عنہ) ولید بن عبدالملک بن مروان رضی اللہ عنہ حبالہ عقد میں کیوں کرآتیں؟

حضرت حسن کی ایک تیسری پوتی (خدیجہ بنت حسین بن حسن رضی اللہ عنہ) کا نکاح حضرت مروان رضی اللہ عنہ کے حقیقی بھائی الحارث بن حکم رضی اللہ عنہ کے پوتے (اسماعیل بن عبدالملک بن الحارث بن الحکم رضی اللہ عنہ) کے ساتھ کیوں ہوتا؟

حضرت علی رضی اللہ عنہ اور حضرت مروان رضی اللہ عنہ کے خاندان میں سلسلہ مناکحت اور نسبی روابط کا جاری وقائم رہنا بھی مذکورہ اور زیر بحث روایات کے ''موضوع اور باطل'' ہونے پر مہر تصدیق ثبت کررہا ہے۔اس تفصیل سے یہ بات واضح ہوگئی ہے کہ بنوامیہ اور حضرت مروان بن حکم رضی اللہ عنہ کے ساتھ ''کراہت بغض وعداوت اور لعن وطعن'' پر مبنی روایات روایتاً ودرایتاً لغو، منکر، باطل، موضوع اور ساقط الاعتبار ہیں۔

(جاری ہے)